مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ

محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل ہیں۔

# آدابِ پیر بھائی

For More Books Click On
Ghulam Safdar Muhammadi Saifi




تصنیف:
علامہ حضرت مفتی بشیر سیفی دامت برکاتہم العالیہ



ناشر: مکتبہ محمدیہ سیفیہ
حسین ٹاؤن، راوی ریان شریف، کالا شاہ کاکو، لاہور، موبائل 0334-9715916, 0321-6686205

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ

محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور اُن کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل ہیں

# آدابِ پیر بھائی


تصنیف

حضرت علامہ مفتی محمد بشیر سیفی دامت برکاتہم العالیہ



ناشر

**مکتبہ محمدیہ سیفیہ**

حسین ٹاؤن راوی ریان شریف کالا شاہ کاکو لاہور

0321-6686205 - 0334-9715916

| | |
|---|---|
| نام کتاب | -------- آدابِ پیر بھائی |
| تصنیف | -------- حضرت علامہ مفتی محمد بشیر سیفی دامت برکاتہم العالیہ |
| کمپوزنگ | -------- ورڈز میکر |
| طباعت | -------- صوفی غلام مرتضیٰ سیفی آف گجرات |
| معاون طباعت | -------- صوفی فیاض احمد محمدی سیفی |
| پروف ریڈنگ | -------- پیر سیّد محمد علی شاہ صاحب محمدی سیفی |
| اشاعت | -------- جنوری ۲۰۱۰ء |
| ناشر | -------- مکتبہ محمدیہ سیفیہ حسین ٹاؤن راوی ریان شریف |
| ہدیہ | -------- 36 روپے |

ملنے کے پتے

☆ **مکتبہ سیفیہ**

آستانہ عالیہ سیفیہ نقشبندیہ مجددیہ فقیر آباد شریف (لکھوڈیر بند روڈ لاہور)

☆ **مکتبہ محمدیہ سیفیہ**

حسین ٹاؤن راوی ریان شریف کالا شاہ کاکو

☆ **آستانہ عالی عابدیہ سیفیہ**

نادر آباد لاہور کینٹ

# درودِ پاک

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ
وَّاٰلِہٖ وَعِتْرَتِہٖ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ

# بظلِّ عنایت

محبوبِ سبحاں مجدد دوراں قیومِ زماں امامِ خراساں

## حضرت اخوندزادہ سیف الرحمٰن پیرارچی مبارک

دامت برکاتہم العالیہ

زیب آستانہ عالیہ سیفیہ مجددیہ نقشبندیہ سہروردیہ چشتیہ قادریہ فقیرآباد شریف بندروڈ لاہور

# بظلِّ حمایت

شیخ العلماء والاتقیاء حضرت پیر

## میاں محمد سیفی حنفی ماتریدی

دامت برکاتہم العالیہ

زیب آستانہ عالیہ محمدیہ سیفیہ حسین ٹاؤن راوی ریان شریف کالاشاہ کاکو لاہور

مولای صلِّ وسلم دائمًا ابدًا

عَلٰی حبیبک خیر الخلق کلهمٖ

محمد سید الکونین والثقلین

والفریقین من عرب و من عجم

صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وعلٰی اٰلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم

# وجہ تصنیف

میرے بعض پیر بھائیوں بالخصوص بھائی غلام مرتضٰی سیفی گجراتی نے شدت سے اصرار کیا کہ پیر بھائیوں کے آداب پر کچھ لکھوں کیونکہ آداب مرشد یا آداب پیر پر تو کوئی نہ کوئی کتاب یا کسی کتاب میں کچھ مضمون مل ہی جاتا ہے مگر پیر بھائیوں کو باہم کیسے ایک دوسرے سے ملنا، ادب کرنا یا ایک دوسرے کے بارے میں کیسے جذبات اپنے سینے میں رکھنے چاہیے، اس موضوع پر بہت ضرورت ہے تو میں نے باوجود اپنی کمزوریوں کے توکلت علی اللہ پڑھ کر مختصر سا کچھ لکھنے کا پروگرام بنا کر قلم ہاتھ میں لیا ہے اللہ پاک اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے توفیق عنایت فرمائے۔

آمین بجاہِ النبی الکریم

وما توفیقی اِلّا باللّٰہ العلی العظیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قال اللّٰہ تعالٰی فی کلامہ المجید: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ۔

ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور وہ لوگ جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت اور آپس میں مہربان ہیں۔

اس فرمان مبارکہ میں اللہ پاک جل مجدہ نے پہلے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا ذکر فرمایا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کی صفتیں بیان فرمائیں۔ سبحان اللہ...... کیا شان ہے آقاء کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک دربار کی کہ ان کے پاس بیٹھنے والوں کی بھی اللہ تعالیٰ تعریف فرماتا ہے، یہاں ایک ایک لفظ کی تشریح وضاحت سے لکھنے کی ضرورت ہے لیکن اس وقت میرا موضوع پیر کے پیر بلکہ نبیوں کے بھی پیر سرور کائنات فخر موجودات جناب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسے مرید ہیں کہ جن کے بیعت ہونے کا ذکر اللہ پاک نے اپنے پاک کلام قرآن مجید فرقان حمید میں بڑے پیارے انداز میں بیان فرماتے ہوئے فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ ط یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ

اَیۡدِیۡهِمۡ ج

ترجمہ: جولوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کر رہے ہیں وہ درحقیقت اللہ سے بیعت کر رہے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔

یہ لوگ بیعت ہو کر آقا دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسے فیض یاب ہوئے کہ پہلے چاہے وہ آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے پھر آپس میں بھائی بھائی بن گئے۔ ایسے بھائی بنے کہ کائنات میں ایسی ایثار وقربانی اور باہمی محبت کہیں نظر نہیں آتی۔ جتنی محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں میں ہے، جس کا ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ، نے انہیں رحماء بینھم فرما دیا۔

وہ لوگ جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بلا واسطہ فیض یاب ہوئے ان کی محبت کی وجہ علاقائی، نسلی یا لسانی نہ تھی بلکہ صرف حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی تھی بس وہ یہ نہ دیکھتے کہ کون ہے، کس قبیلے کا ہے۔ وہ صرف یہ دیکھتے تھے کہ یہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام ہے بس جو بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام ہوتا وہ ان کا اپنا ہوتا۔ جیسے امام العاشقین حضرت جناب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کہ اگر مکہ میں ایک حبشی غلام کو بھی ایسی حالت میں دیکھتے ہیں کہ جسم تو ابھی کافر کی غلامی میں ہے مگر دل سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسے غلام بن چکے ہیں کہ جسم کو اذیتیں بھی دی جاتی ہیں پھر بھی وہ اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک نام لیتے ہیں تو حضرت جناب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کافر کو بھاری معاوضہ دے کر جناب حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خرید کر بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی صاحبہا الصلوات والتسلیمات میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں بقول مولانا علیہ الرحمۃ:

گفت مادو بندگان کوئے تو
کردمش آزاد ہم بروئے تو

یہ سب کچھ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت نے کروایا تھا۔ جیسے حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر مظہری میں رُحَمَآءُ بَیۡنَھُمۡ کی تفسیر میں فرمایا ہے یعنی:۔

یتراحمون فیما بینھم ویتوا دون حُبا للّٰہ ولرسول فان محب محبوب محبوب

ترجمہ......اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت کی بناء پر وہ ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں کیونکہ محبوب سے محبت کرنے والا بھی محبوب ہوتا ہے۔

تو سچے اور عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پیر کے مریدوں کو بھی آپس میں سچی محبت اور پیار ہونا چاہئے کیونکہ جو پیر فیضانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وارث ہے وہ مریدوں کو صرف اپنا خادم بنانے یا ان سے صرف نذرانے اکٹھے کرنے کے لئے بیعت نہیں کرتا وہ تو ان کے سینے نورِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے منور کرنے اور ان کے دلوں میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شمع روشن کرنے کے لئے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سمجھ کر بیعت کرتا ہے اور مریدوں کو بھی سنت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر عمل کرتے ہوئے فیوض و برکات کے حصول اور تزکیہ نفس کے لئے بیعت ہونا چاہئے جو کہ اصل مقصد ہے پیری مریدی کا۔ کیونکہ اصل منبعِ شر نفس ہی ہے اور اس کی اصلاح ہی اصل مقصد ہے کسی شیخ کامل کے ہاتھ پر بیعت ہونے سے جب اصلاحِ نفس ہو جاتی ہے تو پھر اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر تصور کرنے کا مرض دفع ہو جاتا ہے پھر ایک صوفی پیر بھائیوں کا ادب کیا وہ تو سب مسلمانوں کا ادب کرتا ہے اور اپنے

سے اچھا جانتا ہے۔ تفسیر مظہری کے اندر مندرجہ بالا فرمانِ خداوندی کے تحت حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث بیان فرماتے ہیں:

فِی الْحدیثِ الْقُدْسِیْ اَیْنَ الْمُتَحَابُوْنَ فِیْ جلالی الیوم اظلهم تحت ظلی یوم لا ظل الاظلی

ترجمہ...... میری عظمت کے زیر اثر آپس میں محبت کرنے والے کہاں ہیں آج میں ان کو اپنے سایہ (شفقت) میں داخل کروں گا جبکہ میرے سایہ کے علاوہ اور کوئی سایہ نہیں۔ (راہ مسلم عن ابی ہریرہ مرفوعا)

اس حدیث پاک کے یہ الفاظ کہ میری عظمت کے زیر اثر آپس میں محبت کرنے والے کہاں ہیں، قابلِ غور ہے کہ ایک پیر بھائی سے محبت و شفقت تو صرف اللہ کی عظمت کے زیر اثر ہوتی ہے جبکہ خونی بھائیوں سے محبت اکثر صرف خونی رشتہ کی وجہ ہوتی ہے۔ نیز اس سے آگے ایک اور حدیث بیان فرماتے ہیں:

وسیجی قوله صلی الله علیه وآلہٖ وسلم من اجبهم فبحبی اُحِبهم

ترجمہ...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جس نے ان سے محبت کی (اللہ سے محبت کرنے والوں سے) پس اس نے میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی میں ان سے محبت کرتا ہوں۔

تو اللہ کا ذکر کرنے والے اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اتباع کرنے والے صرف وہی ہیں جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت کرنے والے ہیں کیونکہ بغیر محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اتباع مکمل نہیں ہوتی تو ایک صوفی کو ہر محبّ رسول سے محبت کرنی چاہیۓ اور ایک پیر بھائی سے تو اور زیادہ محبت ہونی چاہیۓ کیونکہ وہ دونوں ایک نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے امتی بھی ہیں اور ایک شیخ

کے مرید بھی، اس لئے ان دونوں کو ایک ہی چشمہ سے فیضِ رسالت مل رہا ہے۔
اللہ تعالیٰ ہمیں آپس میں ادب ومحبت کی توفیق عطا فرمائے۔

ایک پیر کامل کے مریدوں کو آپس میں ایسی محبت ہونی چاہئے جیسی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو تھی۔ اسی محبت کی بناء پر وہ قربانی اور ایثار کے عدیم المثال نقوش چھوڑ گئے جن پر عمل کر کے ہم فلاحِ دارین حاصل کر سکتے ہیں۔ کتنے پیارے تھے ان کے کارنامے کہ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں انہیں بیان فرمایا چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۭ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (سورہ حشر)

ترجمہ...... اور ترجیح دیتے ہیں انہیں (دوسروں کو) اپنے آپ پر اگرچہ انہیں خود سخت ضرورت ہو اور جو شخص نفس کے بخل سے بچایا گیا وہی لوگ کامیاب ہیں۔

اس آیت مبارکہ کے تحت تفسیر مظہری میں ہے:

روی بخاری عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال اتی رجل رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فقال یارسول الله صلی الله علیه وآله وسلم اصابنی الجهد فارسل الی نسائه فلم یجد عند هن شیاء فقال الا رجل یضیفه هذه اللیلته یرحمه الله فقام رجل من الانصار فقال انا یارسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فذهب الی اهله فقال لا مراته هذا ضیف رسول صلی الله علیه وآله وسلم لا تدخریه شیئا قالت والله

ماعندی الا قوت الصبیته قال فاذا ارادا الصبیته العشاء فنومیهم وتعالیٰ فاطفی اسراج ونطوی بطو ننا اللیته ففعلت وفی روایة فهیات طعامها ونومت صبیانهائم قامت کانها تصلح سراجها فاطفئات صلی اللّٰه علیه وآلہٖ وسلم یریانه انها یا کلان قباتا طاویین ثم عدا الرجل علی رسول صلی اللّٰه علیه وآلہٖ وسلم فقال لقد اعجب اللّٰه اوضحك من فلان و فلائتة فانزل ویؤثرون علی انفسهم ولو کان بهم حصائة۔

ترجمہ...... حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ مجھے (بھوک کی) تکلیف پہنچی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی ازواجِ مطہرات سے کھانے کا پتہ کرایا تو ان کے پاس کچھ نہیں تھا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ہے کوئی ایسا آدمی جو آج رات اسے مہمان رکھے اللہ اس پر رحم فرمائے گا تو انصار میں سے ایک آدمی نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں یہ کام کروں گا اور مہمان کو لے کر گھر پہنچے تو بیوی سے کہا یہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مہمان ہے اس سے کچھ بھی بچا کر نہ رکھنا تو بیوی نے کہا کہ اللہ کی قسم میرے پاس سوائے بچوں کے کھانے کے کچھ نہیں ہے تو انصاری نے کہا کہ جب بچے شام کو کھانا مانگیں تو انہیں حیلے بہانے سے سلا دینا اور پھر چراغ بجھا دینا ہم آج رات بھوکے رہیں گے اور بچوں کا کھانا مہمان کو کھلا دیں گے بی بی نے ایسا ہی کیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ بیوی

نے کھانا تیار کیا اور بچوں کو سلا دیا، پھر اٹھی اور پھر چراغ کو درست کرنے کے بہانے بجھا دیا دونوں مہمان کے ساتھ ویسے ہی ہاتھ ہلاتے رہے جیسے کھانا کھا رہے ہوں پس دونوں نے بھوکے ہی رات گزار دی۔ صبح جب انصاری حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ عالی نے فرمایا کہ فلاں مرد اور فلاں عورت سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہے۔

اور یہ آیت نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ جل مجدہ، ہمیں بھی ایسی توفیق عطا فرمائے۔ پہلے صوفیاء اور پیر بھائیوں میں ایسے ایثار و قربانی کے جذبے موجود تھے۔ جیسا کہ مشہور امام واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

''ہم تین گہرے دوست تھے ایک میں ہاشمی اور تیسرا نبطی، میں ایک مرتبہ عید کے موقع پر نہایت تنگدستی کا شکار ہوگیا۔ گھر والی نے بچوں کے کپڑوں اور عید کے سامان کا سخت مطالبہ کیا، میں نے مجبور ہو کر اپنے دوست ہاشمی کو خط لکھا اس نے فوراً ایک ہزار دینار کی تھیلی میرے پاس بھیج دی لیکن جیسے ہی یہ تھیلی مجھے ملی فوراً میرے دوسرے دوست نبطی کا خط مجھے ملا کہ میں ان دنوں انتہائی افلاس کا شکار ہوگیا ہوں میری مدد کرو۔ میں نے وہ تھیلی فوراً اپنے دوست نبطی کے ہاں بھیج دی پھر میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرا دوست ہاشمی وہی تھیلی لئے میرے پاس آیا اور پوچھا کہ کیا معاملہ ہے کہ یہ تھیلی جو میں نے تجھے بھیجی تھی وہ نبطی دوست کے ہاں کیسے پہنچ گئی۔ میں نے کہا کہ دوست کیا عرض کروں جیسے ہی تمہاری یہ تھیلی میرے پاس آئی، نبطی دوست کا خط مجھے آیا میں ان دنوں انتہائی فاقے سے ہوں تو میں یہ گوارا نہ کر سکا کہ یہ تھیلی ہوتے ہوئے اپنے دوست کی مدد نہ کروں

تو میں نے یہ تھیلی اسے بھیج دی۔ یہ سن کر ہاشمی دوست نے کہا کہ میرے دوست کیا بتاؤں جب تمہارا خط میرے پاس گیا تب میرے پاس بھی صرف یہی تھیلی تھی جو میں نے تجھے بھیج دی تب پھر چونکہ میں بالکل خالی ہاتھ تھا تو میں نے نبطی دوست کو خط لکھا تو اس نے وہ تھیلی میرے پاس بھیج دی تو اس طرح یہ تھیلی تمہارے اور نبطی کے پاس سے ہوتے ہوئے پھر میرے پاس پہنچ گئی۔ اچھا تو اب تم ایک سو دینار اپنے گھر والوں کو عید کے لئے دے دو اور نو سو دینار ہم تینوں آپس میں بانٹ لیتے ہیں چنانچہ ہم نے دینار بانٹ لئے۔ علامہ واقدی فرماتے ہیں کہ ہماری یہ خبر خلیفہ بغداد مامون الرشید کو پہنچ گئی تو اس نے مجھے اپنے دربار میں بلا کر سات ہزار دینار دیئے اور یہ کہا کہ ایک ہزار دینار تم اپنی بیوی کو خرچ کے لئے دے دو اور چھ ہزار دینار تم بانٹ لو"۔

(روحانی حکایات، بحوالہ ثمرات لاوراق صفحہ ۲۳۲)

تو قارئین کرام اللہ نے انہیں اتفاق کی برکت سے مزید نواز دیا مال بھی زیادہ مل گیا اور آج تک کیا قیامت تک نام بھی روشن ہو گیا اللہ پاک اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے ہمیں بھی ایسی ہی محبت عطا فرمائے۔ آمین!

جب کسی سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اچھا برتاؤ کیا جاتا ہے تو اللہ رب العزت اپنی رحمت سے خاص کرم فرماتا ہے۔ اسی طرح شیخ ابو علی وقاص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"خلیفہ بغداد کے پاس صوفیوں کے بارے میں کسی نے یہ تہمت لگائی کہ یہ لوگ ملحد اور بے دین ہیں چنانچہ جنید بغدادی، ابوالحسن نوری، شحام اور قام وغیرہ گرفتار کر کے دربار میں حاضر کر دیئے گئے۔ حضرت جنید

بغدادی رحمۃ اللہ علیہ تو مفتی ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیئے گئے مگر باقی سب لوگوں کو قتل کرنے کے لئے چمڑا بچھا دیا گیا اور جلاد کو بلا لیا گیا۔ ابو الحسن نوری سب سے پہلے قتل ہونے کے لئے چمڑے پر کھڑے ہو گئے۔ جلاد نے پوچھا کہ آپ سب سے پہلے قتل ہونے کے لئے کیوں کھڑے ہو گئے ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے ساتھیوں کو چند منٹ اور زندگی کا موقع مل جائے گا۔ جب اس گفتگو کی خبر خلیفہ کو پہنچی تو اس نے حکم دیا کہ ان لوگوں کو قاضی کے سامنے پیش کر کے ان کے عقائد و اعمال کے بارے میں پوری تحقیق و تفتیش کی جائے چنانچہ یہ لوگ قاضی کی کچہری میں لائے گئے اور قاضی نے ابو الحسن نوری سے چند فقہی مسائل پوچھے آپ نے ہر ایک کا ٹھیک ٹھیک جواب دیا پھر آپ نے قاضی کو چند ایک نصیحت کے کلمات ارشاد فرمائے تو قاضی اس قدر متاثر ہوا کہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا اور اس نے خلیفہ کے پاس یہ لکھا کہ اے امیر المومنین! اگر یہ لوگ ملحد ہیں تو روئے زمین پر کون ہوگا جسے مسلمان کہا جائے؟ تب خلیفہ نے قاضی کا خط پڑھ کر سب کو چھوڑ دیا"۔ (روح البیان، جلد ۵، صفحہ ۳۵۹)

سبق ۱: مذکورہ حکایت سے ایک تو یہ پتہ چلا کہ ہر دور میں صوفیاء کے مخالف ہوئے ہیں جنہوں نے بادشاہوں تک ایسی ایسی غلط اور من گھڑت شکایات کی کہ صوفیا کو تختہ دار پر بھی کھڑا ہونا پڑا۔

سبق ۲: اس حکایت سے یہ سبق ملا کہ وہ اس قدر آپس میں محبت رکھتے تھے کہ دوسروں کو زندگی کی مزید چند گھڑیاں ملنے کی امید پر خود کو قتل کے لئے پہلے پیش کرنے سے بھی نہ رکتے تھے۔

۳: ایثار اور قربانی اور ایک دوسرے کی خیر خواہی میں کتنی برکت ہے کہ اللہ پاک

جل مجدہ نے شیخ ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کے ایثار کی برکت سے کتنا بڑا کرم فرمایا کہ سب کی جان بخشی کا حکم آ گیا۔

تمام مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ آپس میں ایسی ہی محبت عطا فرمائے اور صوفیاء کو خاص طور پر ایسے ہی آپس میں محبت و پیار اور ایثار کرنا چاہئے کہ دوسرے لوگ بھی سبق حاصل کریں۔ ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ میں اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے کہ مجددِ عصر حاضر پیر سرکار سیف الرحمٰن قندیلِ نورانی پیرارچی خراسانی مبارک مدظلہ العالی النورانی بڑے پیار اور خلوص سے اپنے خلفاء اور مریدین کی تربیت فرماتے ہیں جس کے نتیجہ میں آپ کے تمام خلفاء کے مریدین بھی آپس میں ہر ایک سے بڑا ادب واحترام کرتے ہیں خصوصاً ہمارے پیرومرشد حضرت سرکار میاں محمد حنفی سیفی مبارک مدظلہ عالی بھی اپنے مریدین کی تربیت بڑے اہتمام سے فرماتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مریدین بھی آپس میں محبت و پیار اور ایثار و قربانی کے جذبے سے سرشار ہیں اور ادب میں بھی باکمال ہیں کہ ایک دوسرے سے معانقہ مصافحہ کرتے ہیں اور ایک دوسرے کا ہاتھ چوم لیتے ہیں نہ صرف چھوٹا بڑوں کے ہاتھ چومتا ہے بلکہ بڑے بھی چھوٹوں کے ہاتھ چوم لیتے ہیں اور یہ بھی سنت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں مبارک چومنا ثابت ہے نہ صرف یہ بلکہ صحابہ رضی اللہ عنہم آپس میں بھی ایک دوسرے کے ہاتھ چوم لیتے تھے تو اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ سیفی جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی سنتوں پر بڑے اہتمام سے عمل کرتے ہیں وہاں شی، مکرم کے ساتھ ساتھ آپس میں بھی ایک دوسرے کے ہاتھ چوم لیتے ہیں تو اس سلسلہ میں چند حوالہ جات پیش کئے جاتے ہیں۔ اللہ رب العزت عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ نبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

## دینی پیشوا کے ہاتھ اور پاؤں چومنا جائز ہیں

عن زارع و کان فی وفد عبد القیس قال لما قدمنا المدینہ فجعلنا نتبا درمن رواحلنا فنقبل ید رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم و رجلہ (ابو داؤد، مشکوٰۃ)

حضرت زارع جو وفد عبد قیس میں شامل تھے، فرماتے ہیں کہ جس وقت ہم مدینہ میں آئے تو ہم جلدی جلدی اپنی سواریوں سے اتر پڑے اور ہم نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک اور پائے مبارک کو بوسہ دیا۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

بوسہ دادن دست عالم متورع را جائز است

وبعضے گفتہ اشد مستحب است

ترجمہ...... یعنی پرہیز گار عالم کا ہاتھ چومنا جائز ہے۔ (اشعۃ اللمعات، جلد چہارم)

اور بعض نے مستحب فرمایا ہے اور وفد عبدالقیس کی حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ:

ازیں جا تجویز پائے بوس معلوم شد اس حدیث سے پاؤں چومنے کا جواز ثابت ہوا اور درمختار بحث مصافحہ میں ہے کہ

لا باس بتقبیل یدالرجل العالم

والمتروع علی سبیل التبرک

ترجمہ...... یعنی برکت کے لئے عالم اور پرہیز گار آدمی کا ہاتھ چومنا جائز ہے۔

عن ابن عمر کنا فی غزوۃ فحاص الناس حصیۃ فلنا کیف نلقی النبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم وقد فررنا منزلت (الا متحرفا لقتال) فقلنا لا نقدم المدینہ فلا یرانہ احد فقلنا لو قد منا فخرج النبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم من الصلوٰۃ الفجر فلنا نحن الفرارون قال انتم العکارون فقلنا یدہ قال انا فئتکم

(ادب المفرد مطبوعہ بیروت، صفحہ ۲۶۴)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ: ہم ایک غزوہ میں تھے کہ لوگ بری طرح بکھر گئے تو ہم نے کہا کہ اب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے اس پر آیت نازل ہوئی "اِلَّا مُتَحَرِّفاً لِّقِتَالٍ" (بجز ان کے جو جنگ کے لئے رخ بدل دیں) ہم نے کہا کہ اب مدینہ میں نہ جائیں گے تو ہمیں کوئی نہ دیکھے گا پھر سوچا کہ مدینہ میں چلے جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کی نماز سے نکلے تو ہم لوگوں نے عرض کیا کہ ہم بھگوڑے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: تم پلٹ کر حملہ کرنے والے ہو تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ چوم لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہاری ہی جماعت میں ہوں۔

چنانچہ آپ اپنی سند کے حوالے سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان فرمائی۔

# پیر بھائیوں کے ہاتھوں کا بوسہ

ایک عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پیر طریقت کے مخلص مریدین کو اپنے پیر کے ہاتھ چومنے کے ساتھ ساتھ اپنے پیر بھائیوں سے بھی بڑی عقیدت اور محبت سے ملتے ہوئے آپس میں ایک دوسرے کے ہاتھ چومنے چاہئیں کیونکہ یہ طریقہ بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا پیارا طریقہ ہے جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ادب المفرد کے اندر احادیث بیان فرمائی ہیں۔

۱...... مردنا بالربرة فقيل لنا هاهنا سلمة ابن اكوع فاتيته فسلمنا عليه فاخرج يديه فقال بايعت بهاتين نبى صلى الله عليه وآله وسلم فاخرج كفاله ضخمة كانها كر بعير فقمنا اليها فتقبلنا ها۔ (ادب المفرد صفحہ:۲۶۴)

حضرت عبدالرحمٰن بن زرین نے بیان فرمایا کہ: ہم ایک بار ربذہ میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ یہاں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ ہیں ہم ان کے پاس آئے اور السلام علیکم کہا انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ کپڑے سے باہر کئے اور کہا کہ میں نے ان ہاتھوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی ہے ان کا ہاتھ نہایت گداز تھا جیسے اونٹ کے ہاتھ ہوں۔ ہم لوگ کھڑے ہو گئے اور ہم نے ان کے ہاتھ کا بوسہ لیا۔

۲...... اسی طرح حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن جدعان سے اپنی سند کے حوالے سے روایت بیان فرمائی کہ:

قال ثابت لانس امست النبى صلى الله عليه وآله وسلم بيدك ؟ قال : نعم ، فقبلها (بحواله كتاب مذكوره)

ترجمہ......ابن عان بیان کرتے ہیں کہ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ نے اپنے ہاتھوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مس کیا ہے انہوں نے فرمایا "ہاں" اس پر انہوں نے ان کے ہاتھ چوم لئے۔

## پاؤں چومنا

۳...... الوازع بن عامر قال قدمنا فقيل ذالك رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فاخذ نا بيديه ورجليه تقبلها (بحواله كتاب مذكوره)

ترجمہ......الوازع بن عامر نے بیان کیا کہ ہم آئے تو ہم سے کہا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پیر پکڑ لئے اور چومنے لگے۔

۴...... رأيت عليا يقبل يدالعباس ورجليه

ترجمہ...... کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اور پیر چومے۔ (بحوالہ کتاب مذکورہ)

## تعظیماً کھڑے ہونا

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابومجلز کے حوالے سے بیان فرمایا کہ

۵...... ان معاويه خرط و عبد الله بن عامر و عبدالله بن زبير قعود فقام ابن عامر و قعد ابن الزبير وكان

او زنہا قال معاویہ قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم من سرہ ان یمثل لہ عباد اللّٰہ قیاما فلیتبوا بیتا من النار (بحوالہ ادب المفرد، الامام بخاری رحمۃ اللہ علیہ)

کہ بے شک حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ تو کھڑے ہو گئے اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیٹھے رہے اور وہ ان دونوں سے زیادہ وزن والے تھے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: جو شخص یہ پسند کرتا ہو کہ لوگ کھڑے ہو کر اس کی تعظیم کریں تو وہ اپنا گھر جہنم میں بنا لے۔

حدیث پاک سے جہاں کسی مسلمان بھائی کی کھڑے ہو کر تعظیم کرنے کا ثبوت ملتا ہے وہاں یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی کو یہ نہ چاہئے کہ وہ یہ پسند کرے کہ لوگ کھڑے ہو کر اس کی تعظیم کریں کیونکہ یہ تکبر و غرور کی علامت ہے کہ وہ بیٹھا رہے اور لوگ اس کے لئے کھڑے رہیں۔

۶...... عن البراء ابن عازب قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم مابین مسلمان یلنقیان فیتصا فحان الا غفر لھما قبل ان یتفرقا۔ (ترمذی شریف)

حضرت ابراء ابن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو ان دونوں کے جدا ہونے سے پہلے انہیں بخش دیا جاتا ہے۔

۷...... عن عطاء الخراسانی ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم قال تصافحوا یذہب الغل (ترمذی شریف)

حضرت عطاء خراسانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ: آپس میں مصافحہ کیا کرو اس سے کینہ دور ہوگا۔

۸...... عن انس بن مالک قال لما جاء اهل الیمن قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم قد اقبل اهل الیمن وهم ارق قلوبا منکم فهم اول من جاء نا لمصافحة

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یمن والے آئے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ: وہ تم سے زیادہ نرم دل والے ہیں پس وہی پہلے ہیں جو مصافحہ لائے۔

۹...... عن البراء ابن عازب قال من تمام التحیة ان تصافح اخاک (ادب المفرد للبخاری، صفحہ۲۶۲/۲۶۳ مطبوعہ بیروت)

حضرت ابراء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سلام کی تکمیل میں سے یہ ہے کہ تو اپنے بھائی سے مصافحہ کرے۔

بعض لوگ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنے کو ناجائز اور خلاف حدیث بتاتے ہیں یہ ان کی جہالت اور کم علمی کی وجہ سے ہے۔ جبکہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

مصافحہ سنت است نزد ملاقات و باید کہ ہر دو دست بود

(اشعۃ اللمعات، شرح مشکوۃ، جلد۴، صفحہ۲۰)

ترجمہ...... یعنی ملاقات کے وقت دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا سنت ہے۔

اور احادیث میں جو لفظ ''ید'' بیان ہوا ہے اس سے ایک ہاتھ سے مصافحہ کا استعمال کرنا صحیح نہیں، اس لئے کہ ایسی دو چیزیں جو ایک ساتھ رہتی ہوں ان کے ایک کے بولنے سے دوسرے کی نفی نہیں ہوتی مراد دونوں ہوتی ہیں۔ جیسے ہاتھ، پاؤں، آنکھ، موزہ یا دستانہ ان کا واحد بول کر مراد دونوں لئے جاتے ہیں جیسے اس نے ہاتھ سے پکڑا، پاؤں سے چلا، آنکھ سے دیکھا، کان سے سنا اور جوتا یا دستانہ پہنا، بولنے میں یہ کوئی بھی نہیں سمجھتا کہ اس نے ایک ہاتھ سے پکڑا یا ایک پاؤں سے چلا یا ایک آنکھ سے دیکھا یا ایک کان سے سنا یا ایک جوتا یا ایک دستانہ پہنا۔ ایسے ہی حدیث مصافحہ میں جو''ید'' کا لفظ استعمال ہوا ہے تو مراد اس سے دونوں ہاتھ ہیں اور بھی کئی ایسے مواقع ہیں کہ احادیث میں وہاں بھی لفظ تو ''ید'' کا استعمال ہوا ہے لیکن مراد اس سے دونوں ہاتھ ہیں۔ جیسے حدیث شریف میں ہے کہ:

اطیب الکسب عمل الرجل بیدہ

ترجمہ...... بہترین کمائی انسان کے ہاتھ کی کمائی ہے۔

کیا اس سے کوئی یہ سمجھے گا کہ ایک ہاتھ کی کمائی بہتر ہے دونوں ہاتھوں سے کمائی کرے گا تو وہ بہتر نہیں؟ کوئی بھی ایسا نہیں سمجھتا حالانکہ اس حدیث میں لفظ ''ید'' کا استعمال ہوا ہے۔ ایسے ہی مشہور حدیث پاک ہے جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمان کی تعریف میں بیان فرمائی:

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ

ترجمہ: مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ (مشکوۃ شریف)

یہاں بھی لفظ تو ''ید'' کا استعمال ہوا مگر مراد اس سے دونوں ہاتھ ہیں۔ اگر ایسا نہ ہو تو مطلب یہ نکلا کہ مسلمان وہ ہے جس کے ''ایک'' ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں اور

دوسرے ہاتھ سے محفوظ نہ رہیں۔ حقیقت میں یہ محاورہ ہے ایسے ہی مصافحہ کے بارے میں جو لفظ ''ید'' کا استعمال ہوا اس سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ منع ثابت نہیں ہوتا۔

## معانقہ (گلے ملنا)

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے حدیث بیان فرماتے ہیں کہ:

انه بلغه حديث عن رجل من اصحاب النبى صلى الله عليه وآلهٖ وسلم فابتعت بعيرا فسدد عليه رحلى سهرا حتى قدمت الشام فاذا عبدالله بن انيس فبعثت اليه ان جابر ابا لباب فرجع الرسول فقال جابر بن عبدالله ؟ فقلت نعم فخرج فاعنقنى قلت حديث بلغنى لم اسمع خشيت ان اموت او تموت قال سمعت النبى صلى الله عليه وآلهٖ وسلم يقول يحشر الله العباد او الناس عراة غرلا بهما قلنا ما بهما قال ليس معهم شيئى فينا ديهم بصوت يسمع من بعدا حسبه قال كما يسمعه من قرب انا الملك لا ينبغى لا حد من اهل الجنت واجد من اهل النار يطلبه بمظلمة ولا يبغى الاحد من اهل النار يدخل النار واحد من اهل الجنة يطلبه بمظلمة قلت وكيف؟ وانها ناتى الله عراة بهما ؟ قال بالحسنات والسيات

(ادب المفرد البخاری، صفحہ ۲۶۳)

مجھے یہ حدیث نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی سے پہنچی تو میں نے ایک اونٹ خریدا اور اس پر کاٹھی کسی اور ایک ماہ کا سفر اختیار کیا یہاں تک کہ میں شام آ گیا تو پتہ چلا کہ وہ حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ ہے میں نے انہیں کو اطلاع کی کہ دروازے پر جابر آیا ہے۔ پیامی واپس آیا اور اس نے سوال کیا کہ جابر بن عبداللہ تو میں نے کہا کہ ہاں! تو عبداللہ بن انیس نکلے اور انہوں نے مجھے گلے لگا لیا (معانقہ کیا) میں نے کہا کہ ایک حدیث مجھے ملی ہے جو میں نے نہیں سنی مجھے خوف ہوا کہ میں مر جاؤں یا آپ مر جائیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ کے بندے یا فرمایا کہ انسان حشر میں اٹھائے جائیں گے ننگے بے سروسامان ان کے پاس کچھ نہ ہوگا تو ایک فرشتہ انہیں آواز دے گا جو نزدیک و دور سے سنی جائے گی کہ میں فرشتہ ہوں۔ کسی جنتی کے لئے جنت میں داخل ہونے کے لئے اجازت نہیں اگر کوئی جہنمی اس کے ظلم کی وجہ سے دادخواہ ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ بدلہ کیسے دیا جائے گا؟ ہم لوگ تو ننگے بے سروسامان اللہ کے پاس جائیں گے کہا کہ حسنات وسیات (نیکی وبدی) کے ذریعے۔

نوٹ: اس حدیث پاک میں ہمارے لئے بڑے اسباق ہیں کہ دنیا میں ہر ایک سے حساب صاف رکھنا چاہئے ورنہ آخرت میں نیکیاں چلی جائیں گی اور بدیاں لادی جائیں گی۔ نیز اس سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ایک حدیث حاصل کرنے کے لئے دور دراز کا سفر کرنے سے ان کے شوق اور لگن کا پتہ چلتا ہے اور گلے ملنے کا ثبوت بھی ملتا ہے۔ ملاقات کے وقت کشادہ چہرہ سے ملنا بھی نیکی ہے۔ اللہ پاک ہمیں توفیق عمل عطا فرمائے۔

حدیث پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ:

عن ابی ذر قال قال لی النبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم لا تحقرن من المعروف شیئا ولو ان تلقی اخاك بوجه طلق

ترجمہ...... حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ: مجھ سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: کسی نیکی کو حقیر نہ جانو خواہ اپنے بھائی کو کشادہ چہرہ سے ملنا ہو۔ (مسلم شریف)

## عیادت

اگر ہو سکے تو بیمار پیر بھائیوں کی عیادت کرے۔ یہ بڑے اجر وثواب والا عمل ہے۔

عن علی قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم یقول ما من مسلم یعود غدوۃ الا صلی علیه سبعون الف ملك حتی یمسی وان عادہ عشیۃ الا صلی علیه سبعون الف ملك حتی یصبح وکان له خریف فی الجنۃ (ترمذی، ابوداؤد)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ: جو مسلمان صبح کے وقت مریض کی عیادت کرے گا شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں اور اگر شام کو مریض کی عیادت کرے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں اور اس کے لئے جنت میں ایک باغ ہوگا۔

عن انس قال، قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم من توضاء فاحسن الوضو واعا داخاہ المسلم محتسبا بعد من جھنم میسرہ ستین خریفا (احمد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ: جو شخص اچھی طرح وضو کر کے اپنے مسلمان بھائی کی مزاج پرسی کرے گا۔ اسے ساٹھ سال کی راہ کا فاصلہ جہنم سے دور کر دیا جائے گا۔

مریض کی مزاج پرسی صرف رضائے الٰہی کے حصول کے لئے کرے اور کوشش کرے کہ جلدی اٹھ جائے۔

عن سعید بن المسب مرسلا قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم افضل العیادۃ سرعۃ القیام۔

(مشکوٰۃ)

حضرت سعید ابن میسّب رضی اللہ عنہ سے مرسلا روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بہترین مزاج پرسی یہ ہے کہ عیادت کے بعد جلدی اٹھ جائے۔

## دعائے صحت

عن ابن عباس قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم ما من مسلم یعود مسلما فیقول سبع مرات اسئل اللّٰہ العظیم رب العرش العظیم ان یشفیك الاشفیك الا ان یکون قد حضرا جلہ (ابوداؤد، ترمذی شریف)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان کسی مسلمان کی مزاج پرسی کرے اور ساتھ بار یہ پڑھے:

"اسئل اللّٰہ العظیم رب العرش العظیم ان یشفیك"

اگر اس کی موت کا وقت نہیں آیا تو اسے ضرور شفاء ہوگی۔

ایک دوسرے کے متعلق اچھے خیالات وجذبات رکھنے چاہئیں۔

عن ابی ھریرہ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم قال ایاکموالظن فان الظن اکذب الحدیث ولا تجسوا ولا تنافسوا، ولا تبا غضوا، وکونوا عباد اللّٰہ اخوانا۔ (ادب المفرد البخاری ومسلم شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اپنے آپ کو بدگمانی سے بچاؤ کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے اور ایک دوسرے کی جاسوسی نہ کرو۔ منافقت نہ کرو۔ ایک دوسرے کو پیٹھ پیچھے برا نہ کہو اور آپس میں حسد نہ کرو اور آپس میں عداوت نہ رکھو اور اللہ کے بندو بھائی بھائی بن جاؤ۔

اگر کسی سے محبت ہو تو بھی حدِ اعتدال تک اور اگر نفرت ہو تو بھی اس حد تک نہ ہو کہ نقصان ہو۔

قال سمعت علیا یقول لا بن الکواء ھل تدری ما قال الاول ما احببت حبیبك ھونا ما عسی ان یکون بغیضك یوما و ابغض بغیضك ھونا ماعسی ان یکون حبیبك یوما (ادب المفرد، صفحہ ۳۴۹)

محمد بن عبید الکندی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں

نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ اپنے دوست سے ایک حد تک ہی محبت کرو ممکن ہے کہ کہیں تمہیں اس سے نفرت ہو جائے اور اپنے مخالف سے ایک حد تک ہی نفرت کرو ممکن ہے کہ کسی دن وہ تمہارا دوست بن جائے۔

عن عمر بن الخطاب قال لا یکن حبك كلفا ولا بغضك تلفا فقلت کیف ذاك ؟ قال اذا احببت کلفتکلفت الصبی و اذا بغضت احببت لصا حبك التلف (ادب المفرد)

زید بن اسلم نے اپنے والد سے بیان فرمایا کہ حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ تمہاری محبت کو تکلیف نہیں ہونی چاہئے اور تمہاری نفرت کو تباہی نہیں ہونی چاہئے اس پر میں نے کہا کہ کیوں کر ہوگا؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تم محبت کرتے ہو تو لڑکوں کی طرح چپک جاتے ہو اور جو نفرت کرتے ہو تو اپنے ساتھی کی تباہی چاہتے ہو۔

گزارش۔ اگر تمام پیر بھائی ایک بات ذہین نشین رکھیں تو نفرتیں خود بخود ختم ہوتی رہتی ہیں۔ وہ یہ کہ جن گھروں اور قبیلوں میں ہم رہتے ہیں وہاں بھی تو ایسا ہوتا رہتا ہے۔ کبھی بھائی بھائی سے، باپ بیٹے سے. بیٹا باپ سے کوئی نہ کوئی زیادتی کر بیٹھتا ہے تو وہاں صرف ایک ہی تصور نفرتوں کو ابھرنے سے روکتا ہے وہ یہ کہ اگر باپ زیادتی کرے تو بیٹا یہ سمجھ کر کہ یہ باپ ہے او اگر بیٹا زیادتی کرے تو باپ درگزر سے کام لیتا ہے کہ یہ بیٹا ہے کوئی بات نہیں پھر سمجھ آ جائے گی۔ علی ہذا القیاس تمام رشتہ دار ایک دوسرے کو معاف کرتے رہتے ہیں۔ تو اگر یہ سمجھ لیں کہ پیر بھائی بھی تو بھائی ہے جس سے روحانی رشتہ ہے۔ روحانی تو جسمانیت سے افضل ہے پھر یہ رشتہ بھی افضل

ہوا لہٰذا ہمیں عفو و درگزر سے کام لینا چاہئے۔ اللہ رب العزت توفیق عمل عطا فرمائے۔
آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

چاہئے تو یہ کہ ایک صحیح اور سچے پیر کے مریدوں کو آپس میں سچی محبت اور پیار ہو لیکن کہیں کہیں پیر بھائی آپس میں نفرت اور عداوت رکھنے لگتے ہیں تو ایسا کیوں ہوتا ہے؟ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں میں پھر سے نفسیاتی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جن میں یہ تین بیماریاں آپس میں نفرتوں کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ ۱۔حسد، ۲۔خود پسندی، ۳۔تکبر۔

اللہ پاک جل مجدہ تمام امت مسلمہ کو تمام روحانی و جسمانی بیماریوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔ لیکن یہ تینوں بیماریاں فتنوں کی جڑ ہیں۔ اب ان کے بارے میں کچھ بیان کیا جاتا ہے۔

## حسد

لفظ ''حسد'' کا معنی مصباح لغات میں یہ ہے کہ زوال نعمت کی تمنا کرنا یا دوسرے سے نعمت کے زوال اور اپنے لئے حصول نعمت کی تمنا کرنا۔ علامہ ابن منظور نے بھی حسد کا مفہوم اس طرح بیان فرمایا ہے کہ:

اذتهنى ان تتحول اليك تعمته و فضيلتة او يسلهما هو

(لسان العرب)

## حقیقت حسد

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے حسد کے بارے میں بیان فرماتے ہوئے کہا کہ ''جاننا چاہئے کہ حسد یہ ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ کسی شخص کو کچھ نعمت دے اور تو اس سے

برا منائے اور اس کی اس نعمت کا زوال چاہے اور یہ حرام ہے۔ حدیث شریف کی رو سے بھی اور اس دلیل سے بھی کہ یہ حق تعالیٰ کے احکام پر برا مناتا ہے اور یہ خبث باطن کی دلیل ہے کہ جو نعمت تجھے حاصل نہ ہو اور دوسرے کو حاصل ہے اس کی اس نعمت کا زوال چاہنا سوائے خبث باطن کے نہ ہوگا اور اگر تو یہ چاہے کہ تجھے بھی اس جیسی نعمت حاصل ہو تو یہ منع نہیں ہے۔ اسے غبطہ کہتے ہیں۔

## زیادہ کن لوگوں میں حسد ہوتا ہے

ہر اس طبقے کے لوگوں میں حسد زیادہ ہوتا ہے جن کا پیشہ ایک ہوتا ہے لیکن صوفیاء کو ایک دوسرے کے مریدوں کی کثرت یا کامیابی کو دیکھ کر حسد نہیں کرنا چاہیئے۔ بالخصوص پیر بھائیوں کو تو ایک دوسرے کو کامیاب دیکھ کر خوش ہونا چاہیئے اور اپنی باطنی بیماریوں کے علاج کے لئے مزید فکر کرنی چاہیئے نہ کہ حسد کی آگ میں جل کر بیماریوں کو اور بڑھانا اور آخرت خراب کرنا چاہیئے۔ پیارے آقا حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حسد کے موذی اثرات کو بڑے بلیغ انداز میں بیان فرمایا:

**الحسد یاء کل الحسنات کما تاکل النار الحطب**

(ابوداؤد، جلد۲، صفحہ ۳۱۲)

ترجمہ..... حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔

حسد سے بچتے رہنا چاہیئے کہ ابلیس لعین نے حسد کی وجہ سے ہی اللہ تعالیٰ جل مجدہ کی نافرمانی کی اور حضرت آدم علیہ السلام کے مرتبہ سے جلتے ہوئے حسد ہی کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا اور ملعون ٹھہرا۔ قابیل نے اپنے بھائی ہابیل بن آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو حسد کی بناء پر قتل کیا اور بعض حکماء کا قول ہے کہ حسد ایک ایسا زخم ہے جو کبھی نہیں بھرتا اور جو کچھ حاسد پر گزرتا ہے اسے وہی کافی ہے۔

حکایت:- بکر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ایک شخص کسی بادشاہ کے سامنے کھڑا ہو کر یہ جملہ کہا کرتا تھا کہ محسن کے احسانات کے مکافات میں اس کے ساتھ سلوک کرنا چاہئے کیونکہ بدی کرنے والے کو تو خود اس کی بدی تیری طرف سے کفایت کرے گی۔ اس کے رتبہ پر ایک آدمی کو حسد ہوا یہاں تک کہ بادشاہ سے جا کر اس کی چغلی کی کہ یہ شخص جو حضور کے سامنے کھڑا ہو کر جملہ کہا کرتا ہے۔ وہ یوں کہتا ہے کہ بادشاہ گندہ دہن ہے (یعنی بادشاہ کے منہ سے بو آتی ہے) بادشاہ نے کہا کہ اس بات کی تصدیق کیسے ہوگی وہ کہنے لگا کہ آپ اسے اپنے پاس بلایئے جب وہ آپ کے قریب آئے گا اپنی ناک بند کر لے گا کہ آپ کے منہ کی بو نہ آئے۔ بادشاہ نے کہا کہ اچھا کل ہم اس کا امتحان لیں گے۔ بادشاہ سے یہ کہہ کر ادھر اس شخص کی دعوت کر کے ایسا کھانا کھلایا جس میں لہسن زیادہ تھا۔

اتنے میں دربار کا وقت ہو گیا۔ وہ شخص حسب دستور بادشاہ کے سامنے جا کھڑا ہوا اور وہی جملہ کہا۔ بادشاہ نے اسے اپنے پاس بلایا۔ جب وہ بادشاہ کے قریب آیا تو اس نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا کہ کہیں بادشاہ کو لہسن کی بو نہ آئے۔ بادشاہ کو گمان ہوا کہ کل جو شخص اس کی نسبت جو بات کہہ گیا ہے وہ درست ہے چنانچہ بادشاہ نے ایک رقعہ دستخط خاص سے اپنے ایک عامل کو لکھا کہ حامل ہذا رقعہ جب تیرے پاس آئے تو اسے قتل کر دینا اور اس کے چمڑے میں بھوسا بھروا کر ہمارے پاس بھیج دینا۔ بادشاہ نے رقعہ ایسے لکھا جیسے وہ کسی کو انعام دینا چاہتا تھا تو لکھا کرتا تھا۔ جب وہ شخص رقعہ لے کر دربار سے نکلا تو وہی حاسد اسے راستے میں ملا۔ رقعہ اس کے ہاتھ میں دیکھ کر پوچھا کہ یہ کس کے لئے ہے۔ اس نے کہا کہ فلاں عامل کے نام یہ رقعہ خاص ہے اس حاسد نے سمجھا کہ ضرور اس میں کچھ انعام و جاگیر لکھا ہوگا۔ اسی گمان سے اسے کہنے لگا کہ یہ رقعہ مجھے دے دو کہ میں لے جاؤں اس نے کہا کہ میں نے تجھے ہبہ کیا۔

اب وہ حاسد رقعہ لے کر عامل کے پاس پہنچا۔ جب عامل نے رقعہ پڑھا تو کہا کہ اس میں یہ لکھا ہے کہ حامل رقعہ ہذا کو قتل کر کے کھال میں بھوسہ بھر کر ہمارے پاس بھیج دو۔ تب وہ بہت گھبرایا اور کہنے لگا کہ اصل میں اس رقعہ کا حامل اور آدمی تھا۔ خدا کے واسطے مجھے یہ رقعہ واپس دے دو کہ میں بادشاہ کے پاس لے جاؤں۔ عامل نے کہا کہ بادشاہ کا رقعہ واپس نہیں ہو سکتا۔ غرض اس کو قتل کر کے بادشاہ کے پاس بھیج دیا۔ اب وہ شخص بدستور وقت مقررہ پر بادشاہ کے سامنے گیا اور وہی جملہ جو وہ کہا کرتا تھا کہا۔ بادشاہ نے حیران ہو کر پوچھا کہ رقعہ کا کیا کیا؟ اس عرض کی کہ راہ میں فلاں شخص مجھے ملا اور رقعہ مجھ سے مانگا میں نے اس کو ہبہ کر دیا۔ بادشاہ نے کہا کہ وہ مجھے تیرے بارے میں یوں کہتا تھا کہ بادشاہ گندہ دہن ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے ہرگز نہیں کہا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ پھر جب میں نے تجھے فلاں وقت بلایا تھا تو تُو نے اپنے منہ پر ہاتھ کیوں رکھ لیا تھا؟ اس نے جواب دیا کہ اس شخص نے مجھے ایسا کھانا کھلا دیا تھا جس میں لہسن زیادہ تھا تو میں نے اس واسطے اپنے منہ پر ہاتھ رکھا کہ حضور کو بو نہ آئے۔ بادشاہ نے کہا کہ خیر اپنا کام کر، بدی کرنے والا اپنے انجام کو پہنچا"۔

(کیمیائے سعادت، صفحہ ۴۹۵)

معزز قارئین کرام! پتہ چلا کہ حاسد اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ اللہ پاک اس موذی مرض سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

## حسد نہ کرنا بڑا اعلیٰ عمل ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اب اس راہ سے ایک جنتی آدمی تمہارے سامنے آئے گا۔ اتنے میں انصار کا ایک شخص ہاتھ میں لوٹا

پکڑے گزرا کہ اس کی داڑھی سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے السلام علیکم کہتا ہوا آیا۔

دوسرے روز بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی کلمات کہے اور اسی نشان سے وہی آدمی آیا۔ تیسرے روز بھی ایسا ہوا۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے تو حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اس انصاری کے گھر جا کر کہا کہ میں تیرے یہاں ٹھہرنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تین دن اس کے گھر سوئے تو دیکھا کہ وہ رات کو نہیں اٹھے صرف ہر کروٹ پر اللہ کا ذکر کرتے اور جو کہا کلمہ خیر ہی کہا۔ تین دن کے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ کلمات جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے جنتی ہونے کے بارے میں فرمائے تھے بتا کر کہا کہ میں تو تیرا عمل دیکھنا چاہتا تھا کہ جس سے تم جنتی ہوئے تو عمل تو تمہارا کچھ نہیں، تم بتاؤ یہ درجہ تمہیں کیسے ملا۔ انہوں نے کہا کہ بس یہی ہے جو تم نے دیکھا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تھوڑی دور جا چکے تو انہوں نے بلا کر کہا کہ عمل تو بس یہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کسی مسلمان کو جو بھی عطا فرماتا ہے میرے دل میں اس کے بارے میں حسد نہیں آتا تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بس اسی وجہ سے تمہیں یہ مقام ملا ہے۔

(مسند احمد وطبرانی وکیمیائے سعادت)

تو معزز قارئین کرام! پتہ چلا کہ حسد نہ کرنا بھی بڑا عمل ہے اور حسد بڑے بڑے جرائم کی جڑ ہے۔ یہود و نصاریٰ اور ابوجہل بمعہ اپنی پارٹی کے باوجود جاننے کے کہ یہی وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جن کی دھوم پہلی کتابوں میں مچی ہوئی ہے، حسد کرتے ہوئے نہ مانے اور جہنم کا ایندھن بنے۔ اللہ پاک محفوظ فرمائے۔ آمین!

# حسد کا علاج

جب کسی کے دل میں کسی بھائی کے بارے میں حسد کی سی کیفیت آئے تو وہ اسے اپنے دل سے دور کرنے کی کوشش کرے اور یہ سوچے کہ اس سے میرا بہت نقصان ہو رہا ہے۔ نیکیاں بھی ختم ہو رہی ہیں اور خود ہی حسد کی آگ میں جل رہا ہوں۔ محسود کا تو فائدہ ہی فائدہ ہو رہا ہے اور حسد کے اقتضا کے خلاف عمل کرنا شروع کرے اور تصور مرشد رکھ کر کثرت سے ذکر کرے اور مرشد کے ہاں حاضری میں کثرت کرے۔ محسود کے حق میں دعا کرے کہ اللہ جل مجدہ اسے ترقی دے تو انشاءاللہ حسد ختم ہو جائے گا۔

# خود پسندی

خود پسندی بھی ایک موذی مرض ہے۔ جس سے انسان کے اندر شکر کا جذبہ ماند پڑ جاتا ہے۔ انسان کو اپنے ملنے والے انعامات کو اپنی عقل و ہنر کا کمال اور اپنی ذاتی خوبی سمجھتا ہے۔ اس طرح اس کا دھیان نعمت عطا کرنے والے کی طرف سے ہٹ جاتا ہے۔ عجب (خود پسندی) ایسے وصف میں ہوتا ہے جو یقیناً کمال ہوتا ہے۔ چاہے اختیاری ہو جیسے عبادات، صدقہ، جہاد یا غیر اختیاری ہو جیسے قوت، حسن و جمال اور نسب۔ عجب خود بھی ایک مہلک بیماری اور بہت سی بیماریوں کے پیدا ہونے کا سبب بھی ہے یہاں تک کہ تکبر عجب ہی سے پیدا ہو کر بہت سی آفتوں کا سبب بنتا ہے۔ عجب میں مبتلا شخص اپنی غلطیوں کو کچھ نہیں سمجھتا اور اسی خوش فہمی میں مبتلا اور پر امید رہتا ہے کہ مجھ سے اگر خطا سرزد بھی ہو جائے تو اتنی نیکیوں کے سامنے اس کی کیا حیثیت ہے۔ جیسے اہل کتاب کہتے تھے کہ ہم تو اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ بیٹے ہیں۔ لہٰذا وہ ہمارے گناہوں کو معاف کر دے گا۔ ہمیں ہرگز آگ نہیں چھوئے گی مگر چند دن۔ اللہ پاک ایسے آدمی کو

پسند نہیں فرماتا جو منعم کو بھول جائے اور انعامات کو اپنا کمال سمجھے۔ پیارے آقا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ:

ثلاث مهلكات شح مطاع وهوى متبع واعجاب المرء بنفسه

ترجمہ...... تین چیزیں ہلاک کر دینے والی ہیں۔ بخل جس کا آدمی مطیع ہو، خواہش جس کی پیروی کی جائے اور آدمی کا اپنے نفس کو بڑا جاننا۔

(احیاء العلوم، جلد ۳، صفحہ ۲۴۷)

حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تو بخل کی پیروی اور خواہش نفسانی کا اتباع اور اہل رائے کی خود رائی دیکھے تو اپنے آپ علیحدہ ہو جا۔ (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ) حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: دو باتوں میں تباہی ہے ایک ناامید ہونا اور دوسرا عجب اور یہ اس لئے فرمایا کہ سعادت دو باتوں سے ملتی ہے ایک طلب و کوشش اور دوسرا مستعد ہونا اور ناامید آدمی سعی و کوشش نہیں کرتا اور معجب (خوش فہمی میں مبتلا) کو یہ اعتقاد ہوتا ہے کہ میں سعید ہوں چاہے جو بھی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے قابل لوگ ناکام ہو جاتے ہیں۔

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک آدمی کے متعلق لکھا کہ جب وہ چلتا تھا تو بادل کا ایک ٹکڑا چھتری کی طرح اس پر سایہ کرتا۔ ایک دن وہ جا رہا تھا کہ ایک اور آدمی بھی اس کے ساتھ سائے میں چلنے لگا تو اس کے قلب میں عجب پیدا ہوا چنانچہ جب وہ الگ ہونے لگے تو وہ بادل اس دوسرے کے ساتھ ہو گا۔

حکایت: عبد الرحمٰن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کسی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ ابلیس ان کے پاس اس حالت میں آیا کہ سر پر کلہ دار ٹوپی تھی جس میں طرح طرح کے رنگ تھے۔ جب موسیٰ علی نبینا

وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب ہوا تو ٹوپی اتار لی اور سامنے رکھ لی پھر سلام کیا۔ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ: تو کون ہے؟ بولا میں ابلیس ہوں۔ موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تجھے خدا زندہ نہ رکھے تو کیوں آیا ہے؟ کہنے لگا کہ میں تجھے سلام کہنے آیا ہوں کیونکہ آپ کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت ہے۔ موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بھلا یہ تو بتا وہ کون سا کام ہے جس کے مرتکب ہونے سے تو انسان پر غالب آجاتا ہے؟ جواب دیا کہ جب آدمی اپنی ذات کو بہتر سمجھتا ہے اور اپنے عمل کو بہت کچھ خیال کرتا ہے اور اپنے گناہوں کو بھول جاتا ہے۔

عجب ان مخفی بیماریوں میں سے ایک ہے جن سے بچنا بھی مشکل ہے اور احساس بھی بہت کم ہوتا ہے کہ یہ انسان کو اندر ہی اندر تباہ کر دیتی ہے کیونکہ جس عمل میں یہ واقع ہو جاتی ہے اسے یکسر لغو کر دیتی ہے۔ جیسا کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے خوب فرمایا کہ:

**والریاء اذا وقع فی عمل من العمال فانه یبطل اجره ولذالك العجب**

ترجمہ...... یعنی جس طرح ریاء عمل کو باطل کر دیتی ہے اسی طرح عجب بھی۔ (الفقہ الاکبر، صفحہ ۲۱)

## علاج

حضرت فقیہ ابو لیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے عجب کے علاج میں چار چیزوں کا التزام ضروری قرار دیا ہے۔ وہ یہ کہ:

۱- عجب میں مبتلا شخص توفیق خداوندی کو فراموش نہ کرے یعنی میرے پاس جو

کچھ بھی خوبیاں ہیں سب اللہ رب العزت کی عطا ہے لہٰذا جب توفیق کا بار بار استحضار ہوگا تو عجب سے غافل ہو کر شکر میں مشغول ہو جائے گا۔

۲-اللہ نے جو بھی نعمتیں اسے دی ہیں ان کا شکر کرتا رہے۔

۳-جو بھی نیک عمل کرے (اپنی عملی کمزوریوں کو سامنے رکھ کر ڈرتا رہے) خوف کے ساتھ کرے کہ یہ پتہ نہیں قبول ہوگا یا نہیں۔ جب خوف ہوگا تو عجب کیسے کرے گا۔

۴-اپنے گناہوں کو یاد کرتا رہے کہیں ایسا نہ ہو کہ برائیاں نیکیوں پر بھاری ہو جائیں۔ (تنبیہ الغافلین)

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر اپنی کتاب ''احیاء العلوم'' میں بہت پیاری گفتگو فرمائی ہے۔ جس کا خلاصہ تقریباً یہ ہے کہ،

انسان کا ہر کمال اور خوبی عطاءِ الٰہی ہے ظاہر نظر میں بندہ اگرچہ اسے اپنی طرف منسوب کر کے عجب میں مبتلا ہو جاتا ہے مگر اسے یہ سوچنا چاہئے کہ اس خوبی کا ذریعہ کیا ہے۔ اختیاری اور غیر اختیاری تمام خوبیاں اور کمالات اللہ رب العزت کی عطا سے ہیں تو معلوم ہوا کہ عابد کو عبادت پر، عالم کو علم پر، تونگر کو مال پر اور جمیل کو جمال پر عجب بے معنی ہے کیونکہ یہ سب نعمتیں اللہ کی عطا کردہ ہیں۔

## حکایت ایاز:

حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بڑی پیاری حکایت بیان فرما کر عجب کا علاج بتایا ہے۔ فرمایا کہ: ''سلطان محمود غزنوی کے غلاموں میں سے ایاز نے ایک حجرہ تعمیر کروا رکھا تھا۔ شاہی کاموں سے فارغ ہو کر کچھ وقت کے لئے حجرہ اندر سے بند کر کے بیٹھتے تھے۔ ایاز کو سلطان کا بڑا قرب حاصل تھا۔ جس سے دوسرے درباری حسد کرتے تھے تو انہوں نے باہم مل کر یہ پروگرام بنایا کہ سلطان سے ایاز کی شکایت کرنی چاہئے کہ یہ چور ہے اس نے شاہی خزانہ اپنے اس حجرہ میں

چھپا رکھا ہے۔ اس لئے تو کسی کو اندر نہیں آنے دیتا اور خود کمرہ بند کر کے روزانہ اس میں مال جمع کرتا رہتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے حسب پروگرام سلطان محمود غزنوی سے ایاز کے چور ہونے کی شکایت کی۔ بادشاہ نے کہا کہ اچھا جب ایاز اپنے کمرہ کو بند کر لے تو مجھے بتانا وہ موقع کے انتظار میں رہے۔ جب ایاز نے اپنے معمول کے مطابق حجرہ بند کر کے کچھ وقت کے لئے ٹھہر گیا تو حاسدوں نے سلطان کو بلا لیا۔

سلطان نے آ کر دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کہ دروازہ کھولو۔ ایاز نے کہا کہ ٹھیک ہے لیکن دروازہ کھولنے میں دیر کر دی تو حاسد کہنے لگے کہ حضرت دروازہ تب کھولے گا جب چوری کیا ہوا مال چھپا لے گا۔ کچھ دیر کے بعد ایاز نے دروازہ کھول دیا۔ بمعہ سلطان کے سب اندر آ گئے۔ سلطان نے ایاز سے کہا کہ تم نے دیر کیوں کر دی اور تم تنہا اندر کیا کرتے ہو۔ محمود کی بات سن کر ایاز رونے لگا۔ اب حاسد خوش ہوئے کہ آج پکڑا گیا تب ہی تو روتا ہے اب سب ادھر ادھر دیکھنے لگے کہ مال کہاں ہے تو کمرہ میں سوائے ایک مقفل صندوق کے کچھ نظر نہ آیا تو سب کی انگلیاں اس صندوق کی طرف اٹھنے لگیں کہ ارے بادشاہ سلامت جو کچھ ہے سب اس صندوق میں ہے اسے کھلوایئے تو بادشاہ نے ایاز سے کہا کہ اسے کھولو اس میں کیا ہے۔ تب ایاز پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا اور کہنے لگا کہ ارے آقا! اسے رہنے دو اس میں میرے عیب ہیں۔ اب تو سبّ کو یقین ہو گیا کہ چوری کیا ہوا مال اسی میں چھپا رکھا ہے اسی لئے تو اس کھولتے نہیں۔ جب بادشاہ نے اصرار کیا تو ایاز نے صندوق کا تالا کھول دیا تو سب لگے اس میں سے مال نکالنے ور نکلا کیا ایک پھٹی ہوئی ٹوپی، قمیض، تہمند، پرانی جوتی اور کچھ بھی نہ تھا۔ اب یہ سب کچھ دیکھ کر بادشاہ اور سب لوگ حیران تھے۔ بادشاہ نے پوچھا یہ کیا ہے تو ایاز اور رونے لگا اور بتایا کہ آپ نے مجھے اپنا بہت قرب عطا کیا اور بڑے انعام دیئے۔ میرے جسم پر شاہی لباس کو، سر پر شاندار ٹوپی اور بہترین جوتا عطا کیا تو مجھے ڈر

لگتا ہے کہیں میرے اندر خود پسندی نہ پیدا ہو جائے سو میں نے اس کے علاج کے لئے یہ طریقہ اپنایا ہوا ہے کہ یہاں کمرہ بند کر کے شاہی لباس اتار کر وہی پہلے والے پھٹے پرانے لباس پہن کر جو آپ کے یہاں آنے سے پہلے میرے جسم پر تھے، میں اپنے نفس کو کہتا ہوں کہ ارے مغرور نہ ہونا تو اب بھی وہی ہے اپنی حقیقت کو یاد رکھ یہ تو شاہی عطا ہے اس طرح میرے اندر خود پسندی نہیں آتی۔

اللہ اکبر کیا شان ہے اللہ والوں کی۔ انسان کو چاہئے کہ کسی بھی اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہو کر اس میں اپنا کمال نہیں، منعم کا کمال سمجھتے ہیں۔ اللہ ہمیں بھی توفیق عمل عطا فرمائے۔

کیا خوب فرمایا حضرت میاں محمد عارف کھڑی رحمۃ اللہ علیہ نے:

راتیں زاری کر کر روندے نیند اکھیں تھیں دھوندے

فجری او گن ہار کہاون سب تھیں نیویں ہوندے

سبحان اللہ! کیا اعلیٰ سوچ ہے اللہ والوں کی۔ کہتے ہیں کہ ''ایک عمر رسیدہ نابینا آدمی کسی راہ سے گزر رہے تھے کہ ایک متکبر کو ان سے دھکا لگا تو وہ متکبر اکڑ کر بولا اوہ اندھے تو جانتا نہیں کہ میں کون ہوں ان بزرگوں نے کہا کہ خوب جانتا ہوں تو کون ہے اگر کہے تو تجھے بتا سکتا ہوں۔ اس نے کہا کہ بتاؤ تو انہوں نے فرمایا کہ ماضی میں باپ کا ناپاک نطفہ اور ماں کا خونِ حیض تھا حال میں تیرے اندر پاخانہ اور پیشاب بھرا ہوا ہے اور مستقبل میں تو قبرستان میں سڑی ہوئی لاش ہوگا''۔

انسان کو اپنی خوبیوں پر نگاہ رکھنے کی بجائے اپنی کوتاہیوں اور نقصانات پر نظر رکھنی چاہئے۔ اگر صرف اپنے اندر کمالات کو دیکھتا رہے تو نقصان سے بچنا مشکل ہے۔

# تکبر

منجملہ روحانی بیماریوں میں سے ایک تکبر ہے اس کی وجہ سے انسان دوسروں کو کچھ نہیں سمجھتا۔ وہ کسی کو اس قابل ہی نہیں سمجھتا کہ ان کا احترام کیا جائے۔ تکبر خلق باطن کا نام ہے اور جو کچھ افعال اس سے صادر ہوتے ہیں انہیں تکبر کہتے ہیں۔ تکبر بہت ہی بُری بیماری ہے۔ اس کی وجہ سے شیطان ملعون ہوا اور انسان کا دشمن بنا۔ متکبرین کا ٹھکانہ بہت برا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے فرمایا کہ:

قِیْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِیْنَ۝

ترجمہ...... حکم ہوگا کہ داخل ہو جاؤ جہنم کے دروازوں سے ہمیشہ اس میں رہنے کے لئے۔ پس کیا ہی بُرا ٹھکانہ ہے۔ تکبر کرنے والوں کا۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: ''حضرت عوف بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فضل بن مہلت کو اس وقت ملنے کے لئے تشریف لے گئے جب وہ واسط کے حاکم تھے اور ان سے فرمایا کہ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ فرمایئے، آپ نے فرمایا کہ: ایک تو حسد سے بچنا کیونکہ اسی کی وجہ سے ہابیل نے قابیل کو قتل کر دیا تھا، دوم حرص سے بچنا اسی کی بدولت حضرت آدم علیہ السلام نے شجر ممنوعہ کھایا اور جنت سے نکالے گئے۔ تیسرا تکبر سے بچنا کیونکہ اول نافرمانی خدا تعالیٰ کی اس کی بدولت ہوئی۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ:

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَؕ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ۝

ترجمہ..... اور جب کہا ہم نے فرشتوں کو کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو پس

انہوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے اس نے انکار اور تکبر کیا اور کافروں سے ہوگیا۔

تکبر عزازیل را خوار کر
بزندان لعنت گرفتار کرد

ابلیس کی تمام عبادتیں وریاضتیں اس لئے بے معنی ہوگئیں کہ اس نے تکبر کرتے ہوئے آدم علیہ السلام کو حقیر جانا۔ روایت ہے کہ:

''آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کسی شخص کا ذکر خیر ہوا۔ ایک دن وہ شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو صحابہ اکرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہی وہ شخص ہے جس کا ذکر ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے تو اس کے چہرہ میں نشانِ شیطان معلوم ہوتا ہے۔ پس جب اس نے آکر سلام کیا اور سامنے کھڑا ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: میں تجھ سے بقسم پوچھتا ہوں کہ تیرے دل میں یہ بات نہیں ہے کہ میں اپنی ساری قوم سے بہتر ہوں مجھ سے اچھا کوئی نہیں اس نے عرض کیا کہ بے شک میرے دل میں یہ بات ہے''۔ (احیاء العلوم)

## مذمتِ کبر

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

لا یدخل الجنۃ من کان فی قلبہ مثقال ذرۃٍ من کبر

ترجمہ...... وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرہ برابر

بھی تکبر ہوگا۔ (مسلم شریف)

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ:

"آدمی برابر تکبر کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ سرکشوں میں لکھ دیا جاتا ہے پس اس کو بھی وہی پہنچتا ہے جوان کو پہنچتا ہے"۔ (ترمذی شریف، جلد۲)

حضرت لقمان حکیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

**وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ط اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ o**

ترجمہ...... زمین میں اکڑ کر نہ چل، بے شک اللہ تعالیٰ اترانے والے (متکبر) کو پسند نہیں فرماتا۔

حضرت جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک دن خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

**یاایھا الناس تو اضعوانی سمعت رسول اللّٰہ یقول من تواضع اللّٰہ رفعه فھو فی نفسه صغیر و فی اعین الناس عظیم من تکبر و ضعه اللّٰہ فھو فی اعین الناس صغیر وفی نفسه کبیر حتی لھوا ھو علیھم من کلب اوخنزیر** (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

اے لوگو! عاجزی اختیار کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ "جس شخص نے اللہ کی رضا کے لئے عاجزی اختیار کی۔ اللہ اسے بلند کرے گا کہ وہ خود کو اپنی نظر میں تو چھوٹا سمجھے گا لیکن بندگانِ خدا کی نظر میں وہ بڑا ہوگا اور جو تکبر اختیار کرے گا اللہ

اسے گرادے گا کہ وہ لوگوں کی نظر میں حقیر ہوگا اور اپنی نظر میں بڑا ہوگا یہاں تک کہ لوگوں کی نظر میں وہ کتوں یا خنزیروں سے بھی ذلیل ہوگا“۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: ”ایک آدمی اچھے لباس میں ملبوس سر پر کنگھی کیے ہوئے اتراتی ہوئی چال چل رہا تھا کہ اللہ نے اسے زمین میں دھنسا دیا اور وہ زمین میں قیامت تک دھنستا ہی رہے گا“۔ (بخاری شریف، جلد۲، صفحہ ۸۶۱)

دراصل کبریائی اور بڑائی اللہ جل مجدہ کی صفات خاصہ ہیں پس جو شخص تکبر کرتا ہے وہ گویا اپنی اصلیت کو بھول کر اللہ تعالیٰ کا حریف بنتا ہے اس لئے وہ بڑا ہی مجرم ہے اس کا جرم بہت ہی سنگین ہے۔ اللہ پاک اپنے پیارے حبیب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل تمام مسلمانوں کو تمام روحانی، جسمانی بیماریوں سے محفوظ فرمائے۔

ہر مسلمان کو عاجزی اختیار کرنی چاہئے خاص طور پر صوفیاء کو ہر وقت اپنے نفس پر کڑی نظر رکھنی چاہئے اور اپنے آپ کو دوسروں سے عاجز اور حقیر سمجھنا چاہئے۔ اپنے آپ کو کامل سمجھنے کی بیماری سے بڑھ کر کوئی بیماری نہیں پس اے شخص! جو تو موجودہ حالات سے اپنے کو بڑا سمجھ رہا ہے۔ اپنے انجام پر نظر رکھ کہ نہ جانے خاتمہ کیسا ہوگا۔

## علاج

صوفیاء کے فرمان کے مطابق نفسانی بیماریوں میں تکبر ایک ایسی عسر العلاج بیماری ہے جو عبادت، ریاضت اور مجاہدے کے تسلسل کے باوجود مشکل سے ہی جاتی ہے۔ اس کا بہترین علاج یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو دوسروں کی خدمت کا عادی بنائے اور ہر شخص کی بھلائی چاہے تو آہستہ آہستہ اس مرض سے نجات پا سکتا ہے۔

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے تکبر سے بچنے کے لئے فرمایا: ”ہمیشہ تکبر و حسد اور ریا

کاری کی مذمت پیش نظر رکھے اور نفس کو آگاہ کرتا رہے کہ ان کا عذاب دور نہیں ہے بلکہ علم کے ساتھ دگنا ہو جائے گا اور سلف صالحین کے ارشادات اپنے سامنے رکھے''۔

اور میں نے اس کا ایک اور علاج بڑا موثر پایا ہے کہ انسان جس محفل میں جائے یہ تصور رکھے کہ میں سب سے حقیر ہوں یہ سب مجھ سے اچھے ہیں۔ جبکہ شہنشاہِ خراسان، مجدد عصر حاضر، قیوم زمان حضرت پیر سیف الرحمٰن مبارک قندیل نورانی، وارثِ فیوض و برکات حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مدظلہ العالی نے کیا ہی خوب ہی فرمایا ہے کہ: ''میں باعتبار اپنے ذوق کے اپنے آپ کو سب سے کم تر سمجھتا ہوں'' اللہ اکبر کیا شان ہے رب کریم کے مقبول بندوں کی کہ صاحب مقام ہو کر، جن سے ہزاروں لوگ فیض یاب ہو رہے ہیں جن کی توجہ سے کئی راہزن راہبر بن چکے ہیں، کتنی عاجزی اختیار کرتے ہیں۔ اب ایک اور حوالہ پڑھیے اور سبق حاصل کیجئے۔

حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر مظہری (پارہ ۱۱، یونس، صفحہ ۳۹) کے حاشئے میں حضرت عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ:

ان التقوٰی ان لاتری نفسك خیر من احد

ترجمہ...... کہ تقویٰ یہ ہے کہ تو اپنے نفس کو کسی سے اچھا نہ جانے۔

اللہ اکبر یعنی اپنے آپ کو دوسروں سے اچھا جاننا تقویٰ کے منافی ہے۔ جب آدمی اپنے آپ کو دوسروں سے کمتر سمجھے گا تو تکبر، عجب اور حسد سے بھی بچ جائے گا۔ اللہ والوں نے کمال طریقے سے نفس کا بیڑا غرق کیا ہے اور عاجزی اختیار کرنے میں کمال کیا ہے۔ اللہ پاک ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہوئے ہیں اور بڑے صاحب مقام تھے۔ ایک دفعہ حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ

علیہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے بھیس بدل کر تشریف لے گئے۔ آپ نے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں بلخ سے آیا ہوں۔ فرمایا کہ کیا تم شفیق بلخی کو جانتے ہوں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ فرمایا کہ ان کے اصحاب کا کیا طریقہ ہے۔ کہا جب انہیں کچھ مل جاتا ہے تو شکر کرتے ہیں اور جب کچھ نہیں ملتا تو صبر کرتے ہیں۔ آپ نے کہا کہ یہ تو ہمارے ہاں کتوں کا بھی طریقہ ہے کہ انہیں اگر کچھ نہیں ملتا تو صبر کرتے ہیں جب روٹی کا ٹکڑا مل جائے تو دم ہلا ہلا کر اس کا شکر ادا کرتے ہیں تو شفیق بلخی نے پوچھا کہ پھر انہیں کون سا طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔ فرمایا: جب کچھ نہ ملے تو شکر کرنا چاہئے اور جب کچھ مل جائے تو دوسروں کو دے دیا جائے۔ (روح البیان، جلد۴، صفحہ ۳۴۵)

انسان چاہے کتنا عابد، زاہد اور عالم ہو فخر اور تکبر سے بچتے رہنے کی کوشش کرنی چاہئے اور حسن خاتمہ کے لئے دعا کرتے رہنا چاہئے کہ اللہ پاک خاتمہ بالخیر نصیب فرمائے کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ:

انما الاعمال با الخواتم

ترجمہ...... عملوں کا دارومدار خاتمہ پر ہے۔

اب اسی سلسلہ کا ایک اور واقعہ پڑھئے اور دعا کیجئے کہ اللہ پاک اپنے پیارے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے خاتمہ اچھا فرمائے۔ آمین!

حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ زیر آیت

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّىْ بَرِىْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّىْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ○ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِى النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيْهَا ؕ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ○

ترجمہ......شیطان کی ایسی مثال ہے کہ (اول تو) انسان سے کہتا ہے کافر ہو جا جب وہ کافر ہو جاتا ہے تو اس سے کہتا ہے کہ میرا تجھ سے کوئی واسطہ نہیں میں اللہ رب العزت سے ڈرتا ہوں سو آخری انجام دونوں کا یہ ہوا کہ دونوں دوزخ گئے جہاں ہمیشہ رہیں گے اور المموں کی یہ سزا ہے۔

اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اکْفُرْ الخ بغوی نے لکھا ہے کہ عطار وغیرہ نے بحوالہ ابن عباس بیان کیا کہ ایام فزت (انقطاع نبوت کا زمانہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت تک تھا) میں ایک راہب (تارک الدنیا درویش تھا جس کو برصیعا کہا جاتا تھا) ستر برس تک یہ راہب اپنے عبادت خانہ میں اللہ کی عبادت کرتا رہا کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی اللہ کی نافرمانی نہ کی۔ اس کے سلسلہ میں ابلیس اپنی ساری تدبیریں کر کے عاجز آ گیا مگر اس کو نہیں بہکا سکا آخر ایک دن اس نے تمام خبیث شیطانوں کو اکٹھا کیا اور کہنے لگا کہ مجھے کوئی بھی اب تک ایسا نہ ملا جو برصیعا کے معاملہ میں میرا کام پورا کر دیتا۔ حاضرین میں ایک شیطان ابیض (گورا شیطان) بھی تھا یہ وہی شیطان تھا جو انبیاء کے ساتھ لگا رہتا تھا اور جبرئیل کی شکل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بھی آیا کرتا تھا تاکہ بطریق وحی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں وسوسہ پیدا کر سکے۔ جبرائیل نے اس کو دھکے دے کر ہندوستان کے آخری حصہ تک بھگا دیا تھا۔ اسی گورے شیطان نے ابلیس سے کہا کہ میں آپ کو آپ کا کام پورا کر دوں گا۔

چنانچہ وہ مجلس سے چلا اور راہبوں کا لباس پہنا اور وسط سر کے بال مونڈھ کر برصیعا کے عبادت خانہ تک جا پہنچا اور نیچے سے برصیعا کو آواز دی۔ برصیعا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ برصیعا دس دن میں صرف ایک دن نماز سے فارغ اور دس دن میں ہی ایک دن روزہ سے ناغہ کرتا تھا۔ گورے شیطان نے جب دیکھا کہ برصیعا نے اس کو

کوئی جواب نہیں دیا تو برصیعا کی خانقاہ کے نیچے ہی عبادت میں مشغول ہو گیا۔عبادت سے مقررہ وقت پر فارغ ہو کر جب برصیعا نے اپنے عبادت خانہ سے نیچے جھانک کر دیکھا تو گورے شیطان کو بہترین راہبانہ ہیئت میں نماز میں کھڑا ہوا پایا۔ یہ صورتحال دیکھ کر اس کو کوئی جواب نہ دینے پر اپنے دل میں پشیمانی ہوئی اور کہنے لگا کہ آپ نے مجھے پکارا تھا مگر میں آپ کی طرف متوجہ نہیں ہوا۔آپ کو مجھ سے کیا کام ہے۔گورے شیطان نے کہا کہ میں آپ کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں تا کہ آپ کے ساتھ مل کر عبادت کروں اور آپ کے علم وعمل سے بہرہ اندوز ہوں اور ہم دونوں عبادت میں لگ جائیں۔آپ میرے لئے دعا کریں اور میں آپ کے لئے دعا کروں۔راہب نے کہا کہ میں تمہاری طرف متوجہ نہیں ہو سکتا اگر تم مومن ہو تو میں عام مومنوں کے لئے جو دعا کرتا ہوں اگر وہ دعا خدا قبول فرمالے گا تو ہم کو بھی اس میں شامل کر دے گا۔ یہ کہہ کر برصیعا پھر نماز کی طرف متوجہ ہو گیا اور گورے شیطان کو چھوڑ دیا۔گورا شیطان بھی نماز میں مشغول ہو گیا۔

برصیعا نے چالیس روز تک اس کی طرف کوئی التفات نہیں کی (نماز میں مشغول رہا) چالیس روز کے بعد جب نماز سے فارغ ہوا تو گورے شیطان کو نماز میں کھڑا پایا۔آخر شیطان کی اتنی سخت کوشش دیکھ کر برصیعا نے پوچھا کہ تمہارا مقصد کیا ہے؟ گورے شیطان نے کہا کہ میرا مقصد یہ ہے کہ آپ مجھے اجازت دے دیں کہ میں بھی اوپر آپ کے پاس آجاؤں۔ برصیعا نے اجازت دے دی۔گورا شیطان اوپر برصیعا کے پاس خانقاہ میں آگیا۔اور اس کے ساتھ ایک سال تک عبادت میں مشغول رہا پورا چلہ ختم ہونے سے پہلے روزہ کا افطار ناغہ نہیں کرتا تھا اور نہ چالیس دن پورے ہونے سے پہلے نماز ختم کرتا تھا اور اکثر وہ چلے بھی یونہی گزر جاتے تھے۔

برصیعا نے جب (عبادت میں) اس کی یہ محنت دیکھی تو اس کو خود اپنی ذات حقیر

معلوم ہونے لگی اور شیطان کی حالت پر اس کو تعجب ہوا۔ سال پورا ہوا تو گورے شیطان نے برصیصا سے کہا کہ اب میں جا رہا ہوں کیونکہ آپ کے علاوہ میرا ایک اور ساتھی بھی ہے (میں اس کے پاس جاؤں گا) میرا خیال تو یہ تھا کہ آپ اس سے زیادہ عبادت گزار ہوں گے لیکن آپ کے متعلق میں نے جو کچھ سنا تھا آپ کی حالت اس سے غیر پائی۔ یہ بات سن کر برصیصا کو (اپنی کم محنت ہونے کی) شدید تکلیف ہوئی اور چونکہ شیطان ابیض کی شدید ریاضت دیکھ چکا تھا اس لئے اس کی جدائی راہب پر شاق گزری۔ رخصت ہوتے وقت گورے شیطان نے برصیصا سے کہا کہ مجھے کچھ دعائیں آتی ہیں آپ کو وہ سکھاتا ہوں۔ جس مشغلہ میں آپ ہیں وہ دعائیں اس سے بہتر ہیں آپ ان کو پڑھ کر اللہ عزوجل سے دعا کریں گے تو اللہ بیمار کو شفاء عطا کرے گا، دکھی کو سکھی کر دے گا اور آسیب زدہ کو ٹھیک کر دے گا۔ برصیصا نے کہا کہ مجھے یہ مرتبہ پسند نہیں میرے لئے اپنا مشلغہ (بہت کافی) ہے مجھے ڈر ہے کہ جب لوگ اس کی خبر پائیں گے تو میری عبادت میں خلل انداز ہو جائیں گے۔ گورا شیطان برابر اصرار کرتا رہا آخر راہب کو وہ دعائیں سکھا کے چھوڑیں۔

اس کے بعد چلا گیا اور ابلیس سے جا کر کہا کہ واللہ میں نے اس شخص کو تباہ کر دیا پھر یہاں سے واپس چلا گیا۔ راستہ میں ایک آدمی ملا اس شیطان نے اس کا گلا گھونٹ دیا اور طبیب کی ہئیت میں اس شخص کے گھر والوں سے جا کر کہا کہ تمہارے ساتھی کو آسیب یا جنوں کا دورہ ہے؟ کیا میں اس کا علاج کر دوں، لوگوں نے کہا کہ ہاں جا کر مریض کو دیکھا اور بولا اس پر چڑیل (جنات کی عورت) اثر ہے۔ میں اس پر قابو نہیں پا سکتا البتہ تم کو ایک ایسے آدمی کا پتہ بتا دیتا ہوں جو اللہ سے دعا کر کے اس کو اچھا کر سکتا ہے۔ غرض اس نے برصیصا کا پتہ بتا دیا اور کہا کہ تم اس کے پاس جاؤ اس کے پاس اسم اعظم ہے۔ جب وہ اسم اعظم پڑھ کر دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قبول کر لیتا ہے۔ لوگ

برصیصا کے پاس گئے اور اس سے دعا کرنے کی درخواست کی۔ اس نے انہیں ان الفاظ سے دعا کر دی جو گورے شیطان نے اسے سکھائے تھے۔ فوراً مریض جس پر شیطان تسلط تھا، بھاگ گیا۔ گورے شیطان نے بہت سے لوگوں سے ایسی ہی حرکت کی اور برصیصا کا پتہ بتاتا رہا اور لوگ اچھے ہوتے رہے۔

ایک بار شیطان ابیض بنی اسرائیل کی شہزادی پر اثر انداز ہوا۔ اس لڑکی کے تین بھائی تھے اور باپ بادشاہ تھا جو مر گیا تھا اور اپنے بھائی کو جانشین بنا گیا تھا۔ لڑکوں کا چچا بادشاہ ہو گیا تو گورا شیطان شہزادی کی طرف متوجہ ہوا اس کو سخت اذیت دی اور گلا گھونٹ دیا پھر اس کے بھائی کے پاس طبیب کی شکل میں آیا اور بولا کیا تم چاہتے ہو کہ میں اس کا علاج کر دوں؟ ان لوگوں نے کہا کہ ہاں! کہنے لگا کہ ایک بڑا خبیث درپے آزار ہے اور مجھ میں اس کو دور کرنے کی کوئی طاقت نہیں البتہ ایک شخص کا پتہ بتاتا ہوں جس پر تم اعتماد رکھتے ہو لڑکی کو اس کے پاس لے جاؤ جب اس پر وہ خبیث آئے گا تو وہ شخص اس کے لئے دعا کرے گا تو لڑکی اچھی ہو جائے گی تو تم لوگوں کو یہ بات معلوم ہو جائے گی اور لڑکی کو بعافیت واپس لے آؤ گے۔ لوگوں نے کہا کہ وہ کون شخص ہے گورے شیطان نے کہا برصیصا زاہد۔ شہزادوں نے کہا کہ وہ ہماری بات کیسے مانے گا ان کا مقام تو بہت بلند ہے۔ شیطان نے کہا اس خانقاہ کے برابر ایک عبادت خانہ تعمیر کرو۔ اتنا اونچا کہ اس کی خانقاہ کے اندر جھانک سکو پھر وہاں سے اپنا مقصد اسے کہو اگر مان لے تو خیر اگر نہ مانے تو اپنے تعمیر کردہ عبادت خانہ میں لڑکی کو چھوڑ آؤ اور برصیصا سے کہہ دو کہ یہ (تمہاری نگرانی میں ہماری امانت ہے) بغرض ثواب اس کی نگرانی رکھنا۔

الحاصل شہزادے برصیصا کے پاس گئے اور اس سے درخواست کی لیکن اس نے انکار کر دیا۔ شیطان کے مشورے کے مطابق شہزادوں نے راہب کی خانقاہ کے برابر ایک عبادت خانہ تعمیر کرا دیا اور لڑکی کو اس میں رکھ دیا اور راہب سے کہا کہ یہ ہماری

امانت ہے بغرض ثواب اس کی نگرانی رکھنا۔ یہ کہہ کر واپس آ گئے۔ جب (مقررہ ایام گزرنے کے بعد) برصیعا نے نماز ختم کی تو ایک حسین لڑکی پر نظر پڑی اور ایسی نظر پڑی کہ وہ لڑکی اس کی دل نشین ہوگئی اور اس پر بڑی مصیبت آ گئی۔ اس کے بعد شیطان نے آ کر اس لڑکی کا گلا گھونٹ دیا۔ برصیعا نے اس لئے گورے شیطان کی بتائی ہوئیں دعائیں کیں تو شیطان اتر گیا۔ برصیعا نماز میں مشغول ہوگیا شیطان نے آ کر پھر اس کا گلا گھونٹ دیا اس بار وہ بے ہوشی میں اپنا ستر بھی کھولنے لگی۔ گورے شیطان نے آ کر برصیعا سے کہا کہ اب تو اس پر جا پڑ پھر توبہ کر لینا اللہ گناہ معاف کرنے والا ہے معاف کر دے گا اور تیرا مقصد بھی پورا ہو جائے گا۔

رد و کد کے بعد برصیعا لڑکی پر جا پڑا اور اس کے بعد مسلسل لڑکی کے پاس جاتا رہا۔ آخر لڑکی حاملہ ہوگئی اور اس کا حمل نمایاں ہوگیا تو شیطان اس کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ ارے برصیعا تو رسوا ہو گیا اب مناسب یہ ہے کہ تو لڑکی کو قتل کر دے پھر توبہ کر لینا وہ لوگ پوچھیں تو کہنا اس کا جن اسے لے گیا مجھ میں بچانے کی قدرت نہیں تھی۔ برصیعا نے لڑکی کو قتل کر دیا پھر (رات) لے جا کر پہاڑی کے کنارے دفن کر دیا۔ دفن کرتے وقت شیطان نے آ کر لڑکی کی چادر کا ایک کونہ پکڑ لیا۔ اس طرح چادر کا ایک گوشہ قبر کی مٹی سے باہر رہ گیا۔ برصیعا اپنی خانقاہ میں لوٹ آیا اور نماز میں مشغول ہوگیا۔ لڑکی کے بھائی اپنی بہن کی خبر گیری اور دریافتِ حال کے لئے آتے رہتے تھے۔ انہوں نے آ کر دریافت کیا کہ ہماری بہن کدھر گئی برصیعا نے جواب دیا کہ شیطان آ کر اسے اڑا لے گیا اور مجھ میں بچانے کی قدرت نہیں تھی ان لوگوں نے برصیعا کی بات کا یقین کر لیا اور سب لوٹ آئے۔

شام ہوئی بھائی غمزدہ تو تھے ہی سوتے میں شیطان نے بڑے بھائی کو خواب میں کہا کہ برصیعا نے تمہاری بہن کے ساتھ یہ حرکتیں کیں اور پھر اسے فلاں جگہ دفن کر

دیا۔ اس بھائی نے اپنے دل میں کہا کہ یہ خواب اور شیطانی خیال ہے۔ برصیعا تو بہت بزرگ آدمی ہے وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ تین راتیں برابر شیطانی خیال اسے یہی خواب دکھاتا رہا لیکن اس نے کوئی پرواہ نہ کی۔ آخر شیطان خواب میں منجھلے بھائی کے پاس گیا اور اس سے بھی یہی بات کہی مگر اس نے بھی یہی خیال کیا جو بڑے بھائی نے کیا تھا اور کسی سے کچھ بیان نہ کیا۔ آخر میں تیسرے بھائی کے پاس خواب میں جا کر شیطان نے یہی بات کہی، اس نے دونوں بھائیوں سے یہ خواب بیان کیا۔ بڑے اور منجھلے نے بھی اپنے خواب ظاہر کر دیئے پھر تینوں برصیعا کے پاس گئے اور کہا کہ اے برصیعا! ہماری بہن کدھر گئی؟ برصیعا نے کہا کہ میں تم کو پہلے ہی بتا چکا ہوں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم مجھے تہمت زدہ کرنا چاہتے ہو۔ یہ بات سن کر شہزادوں کو اس سے شرم آئی اور کہنے لگے کہ ہم آپ پر تہمت نہیں دھرتے۔ یہ کہہ کر لوٹ آئے۔

شیطان نے پھر خواب میں آ کر ان سے کہا کہ ارے تمہاری بہن تو فلاں مقام پر دفن ہے اور اس کی چادر کا ایک گوشہ قبر کی مٹی سے اوپر دکھائی دے رہا ہے۔ ان لوگوں نے جا کر دیکھا تو جیسا خواب میں دیکھا تھا ویسا ہی پایا۔ پھر مزدوروں اور غلاموں کو لے کر کدالوں سے برصیعا کا عبادت خانہ گرا دیا اور اسے عبادت خانہ سے اتار کر مشکیں کس کر بادشاہ کے پاس لے گئے۔ ادھر شیطان نے برصیعا سے کہا کہ (تو انکار نہ کرنا) اگر تو نے انکار کر دیا تو تم پر دو جرائم عائد ہو جائیں گے، قتل اور پھر انکار قتل کا۔ برصیعا نے اقرار کر لیا تو بادشاہ نے اسے سولی پر چڑھانے کا حکم دے دیا۔

سولی پر چڑھاتے وقت وہی گورا شیطان آیا اور برصیعا سے کہا کہ کیا تو مجھے پہچانتا ہے۔ برصیعا نے کہا کہ نہیں بولا میں وہی ہوں جس نے تجھے دعائیں سکھائیں تھیں اور تیری دعائیں قبول ہوئیں، امانت میں خیانت کرتے ہوئے تجھے خدا سے ڈر نہیں لگا تیرا تو دعویٰ تھا کہ میں تمام بنی اسرائیل سے بڑھ کر عبادت گزار ہوں مگر تجھے شرم نہ

آئی۔اس طرح برابر شرم دلاتا رہا پھر آخر میں کہنے لگا کہ کیا جو کچھ تو نے کیا وہی کافی نہ تھا کہ تو نے اقرار جرم کرلیا اور خود اپنے آپ کو بھی رسوا کیا اور اپنے جیسے دوسرے عبادت گزار لوگوں کو بھی رسوا کیا۔اگر تو اسی حالت میں مر گیا تو تیری مثل دوسرے عابد زاہد لوگ کبھی فلاح یاب نہیں ہوں گے۔ ہر ایک عابد کو لوگ مکار اور دھوکہ باز کہیں گے۔ برصیصا نے پوچھا کہ اب میں کیا کروں؟ کہنے لگا کہ میری ایک بات مان لے، وہ بات مان لے گا تو میں تجھے موجودہ حالت سے بچالوں گا۔ میں لوگوں کی نظر بندی کردوں گا اور اس جگہ سے نکال لے جاؤں گا۔

برصیصا نے پوچھا وہ کیا بات ہے۔ کہنے لگا کہ بس مجھے سجدہ کرلے۔ برصیصا نے کہا کہ میں ایسا کرتا ہوں۔ شیطان نے کہا کہ برصیصا میرا مقصد پورا ہوا میں یہی چاہتا تھا تیرا انجام یہی ہوا کہ تو کافر ہو گیا، اب میرا تم سے کوئی واسطہ نہیں۔ اخاف اللہ رب العالمین۔ میں اللہ سے جو رب العالمین ہے، ڈرتا ہوں۔ شیطان نے یہ بات صرف دکھاوے کے لئے کہی (سچے دل سے نہیں کہی) کیونکہ خدا کا خوف شیطانوں کی سرشت میں ہی نہیں ہے۔

توبہ استغفر اللہ، یا اللہ اپنی حفاظت عطا فرما، بوسیلہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

قارئین کرام یہاں فخر و تکبر کی کوئی جا نہیں۔ ہر وقت اللہ رب العزت سے ڈرتے رہنا چاہئے۔ یہ اس کا خاص کرم ہے کہ اس نے ہمیں اپنے محبوب پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی بنا کر مزید کرم فرمایا کہ اپنے برگزیدہ بندوں کا ساتھ نصیب فرمایا۔ اللہ رب العزت اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین اسلام پر ہمیں استقامت عطا فرمائے۔ آمین!

اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی السیدنا محمد عدد مافی علماللہ صلاۃ دائمۃ بدام ملک اللہ

# اسلام کے جلیل القدر بزرگ

## حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

## کے بصیرت افروز ارشادات

۱- توبہ اور خاموشی اختیار کر اور قبر کو ہمیشہ اپنی نظر کے سامنے رکھ۔

۲- پسندیدہ ہے وہ شخص جو اذان کی آواز سنتے ہی اس وقت فوراً ہی مسجد میں حاضری دے۔

۲- دوستوں تک اچھی بات پہنچا اور دشمن سے بحث نہ کر۔

۴- بعد از کفر گناہ عظیم کسی کا دل دکھانا اور دل آزادی ہے پھر چاہے وہ (دل) مسلمان کا ہو یا کافر کا ہو۔

۵- علماء سلف پر طعن کرنے والا گمراہ اور بدعتی ہے۔

٦- بزرگوں کے ارشادات کے خلاف شریعت کے معنی نکالنا کفر ہے۔

۷- ہر شخص کو چاہئے کہ دوسروں کو اپنے آپ سے اچھا اور بہتر سمجھے۔

۸- دولت مندوں کی دوستی (صحبت) بہت ہی نقصان دہ اور آخرت کی مصیبت ہے۔

۹- فضول کاموں میں لگے رہنا حق تعالیٰ سے منہ پھیر لینے کی نشانی ہے۔

۱۰- تیرا نفس اور تیرے (برے) دوست تیرے پکے دشمن ہیں۔

۱۱- اے بڑے مرتبہ والے! مرتبہ کی پستی کا خیال رکھ۔

۱۲- سب برائیوں کی جڑ شریعت کی مخالفت ہے۔

۱۳- گانا بجانا شہد میں ملا ہوا زہر ہے۔

۱۴- حرام کاموں کو اچھا جاننے والا دین اسلام سے خارج ہو کر مرتد بن جاتا ہے۔

۱۵- بڑے آدمی کو چھوٹے آدمی کے پاس جانا چھوٹے کی عزت بڑھاتا ہے۔

۱۶- ہر کمزور اور عاجز جنتی ہے اور ہر سرکش اور مغرور جہنمی ہے۔

۱۷- کمزوروں پر حملہ کرنا اور ہم پلہ لوگوں سے برا سلوک کرنا، یہ ایمان والوں کے شایان شان نہیں ہے۔

۱۸- بسبب ناراضگی سچی بات دوست سے چھپانا دوستی کے حق کے خلاف ہے۔

۱۹- برے لوگوں کی بری باتوں سے ناراض نہ ہونا زیبا نہیں بلکہ سننا بھی نہیں چاہئے۔

۲۰- بکواس کرنا گناہ عظیم ہے اور اس کا حشر جہنم ہے۔

۲۱- بھلا اور نیک بخت وہ ہے جو مخلوق خدا کی خدمت کرتا ہے۔

۲۲- ظالم ہے وہ شخص جو فرمانِ خدا کے خلاف حکم دے۔

۲۳- جو سالک (صوفیوں کے ہاں ایک درجہ) خود کو باؤلے کتے سے بہتر جانے وہ (سالک) بزرگوں کے کمالات سے بھی دور ہے۔

۲۴- بخشش بادشاہوں کا تاج ہے اور انصاف ان کی راحت۔

۲۵- دوست کی بات عاشق کے لئے سب سے بڑھ کر ہے اس لئے ہر مسلمان کے لئے تلاوت قرآن کریم افضل ہے۔

۲۶- جب تجھے لوگوں پر اقتدار ملے تو ان سے بھلائی کر۔

۲۷- بادشاہ روح کے برابر اور عوام جسم کی مثال ہے۔

۲۸- بادشاہ کی بہبودی کے لئے کوشش کرنا عوام اور تمام مخلوق کی بربادی کے لئے

کرنے کے برابر ہے۔

۲۹- خالق (خدا) کی نافرمانی کرنے میں دنیا کی فرماں برداری نہیں ہے۔

۳۰- اگر کوئی حاکم یا کوئی شخص تجھ پر ظلم کرے تو بھی ان کے حق میں اچھی دعا کر۔

۳۱- اولیاء اللہ کی نظر دوا، ان کی باتیں شفاء اور ان کی صحبت نور کے برابر ہے۔

۳۲- نقشبندی وہ ہے جو اپنی زبان ہمیشہ خدا کی یاد میں جاری رکھے۔

